ریاست مدینہ اور اسلامی فلاحی مملکت کا تصور: تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

The State of Madinah and the Concept of the Islamic Welfare State: In the light of the teaching of the Holy Prophet [P.B.U.H]

Syed Iftikhar Ali Gilani
Senior Lecturer: Institute of Southern Punjab, Multan & PhD Scholar: ISTAC, IIUM
Email: islamicstudies@isp.edu.pk *ORCID: https://orcid.org/0000-0002-5292-4534*

Dr. Hafiz Atif Iqbal
Research Associate, Department of Islamic History & Civilization, Academy of Islamic Studies, University of Malaya, Malaysia
Email: hafiz.atif@um.edu.my *ORCID: https://orcid.org/0000-0001-8953-695X*

ABSTRACT:

Madinah state is defined as an Islamic welfare state. The welfare state refers to a model state that was established in Madinah. It was truly an Islamic ideological state. The Holy Qur'an ordered that the state of Madinah be a welfare state in which an ideal society is formed. Moreover, all Muslims living there can live in harmony with the followers of other religions .The Holy Qur'an declares that collective justice and unity are the foundations of the welfare state and as the spirit of Islam. It teaches the Muslims that when you become dominant in any society, first lay the foundation of a stable welfare state and do not show any negligence in the establishment of collective justice in this society. And without any religious, linguistic or national bias and any extremism and enmity, show justice and fairness, patience and tolerance, equality and unity in affairs with every nation and religion. The vision of the ideal welfare state that the Prophet ﷺ gave is not only admirable but also worthy of emulation for all the countries of the world. This study uses a method of analytical research. In this study, the researcher chose to integrate ideas from both ancient and modern views by first integrating concepts from primary sources relevant to the issue, and then enriching the subject with secondary sources and modern references.

Keywords:
Madinah State; Collective Justice; Extremism; Admirable; Analytical Research

مدینہ کی اسلامی ریاست۔ تشکیل سے تکمیل تک مختصر تعارف

اسلامی ریاستِ مدینہ کی تشکیل تا تکمیل کا جامع مختصر تعارف درج ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

ریاست مدینہ کی نظریاتی بنیادیں:

اللہ کے حکم سے جب رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو پیش نظر مقصد اسلامی ریاست کی نظریاتی بنیادوں کی تشکیل،(عقائد)ریاست کو قائم کرنے والے افراد کی تیاری اور ان میں ایک مضبوط تعلق قائم کرکے اسلامی معاشرے کی تشکیل تھی۔اس عظیم مقصد کے حصول میں آپ نبی کریم ﷺ جیسی پاکیزہ اور صادق اور امین ہستی کے تیرہ سال صرف ہوئے۔

بعثتِ نبوی ﷺ کا مقصد:

بعثتِ نبوی ﷺ کے مقصد کو ایک منفرد انداز میں بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں۔

"آپ کا مقصد قرآن مجید میں فرائض چہار گانہ کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔﴿یتلو علیھم آیاتہ﴾،یعنی قرآن مجید کی آیات تلاوت کرکے لوگوں تک پہنچانا،ویزکیھم،لوگوں کی اخلاقی، روحانی اور اندرونی اصلاح کرنا،یعنی تزکیہ نفس،﴿ویعلمھم الکتاب والحکمۃ﴾،کتاب اللہ کے اسرار و رموز کی تعلیم دینا اور اس کی بنیاد پر اللہ کی وحی کی روشنی میں جو دانائی آپ کو عطا ہوئی،جس کے سر چشمے آپؐ کی ذات مبارک سے جاری ہوئے،ان کی تعلیم انسانیت کو دینا۔ یہ تھی حضور ﷺ کی بنیادی ذمہ داری"۔[1]

ریاست کی ناگزیریت:

بعثتِ نبوی کے مقصد کی تشریح و توضیح میں ریاست کی ناگزیریت کو بیان کرتے ہوئے مزید رقم طراز ہیں کہ

"وہ تبدیلی جس نے زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کیا ہے اور زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو حضور ﷺ کی دی ہوئی تربیت سے اصلاح پذیر نہ ہوا ہو اور اس کے اثرات اور ثمرات اور اس کے آثار و برکات اس نے قبول نہ کئے ہوں۔اس ساری تبدیلی کے تحفظ کے لئے اسلام کے تمدن کی بقا کو یقینی بنانے اور اسلامی تہذیب کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ریاست ایک ناگزیر ضرورت ہے۔"[2]

شریعت اور ریاست میں فرق:

اسلام میں ریاست مقصود نہیں ہے۔اسلام میں ریاست حصول مقصد کا ایک اہم اور ضروری وسیلہ ہے۔ لہذا اسلام میں ریاست کا درجہ بعد میں ہے۔شریعت کا درجہ پہلے ہے۔مدینہ منورہ جانے سے پہلے جو بیعت ہوئی اس کے الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو اس میں وہ تمام عناصر موجود ہیں جو ایک سیاسی اور ریاستی بندوبست کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

شریعت کی بالادستی:

۲۵ دفعات پر مشتمل میثاق مدینہ کے پہلے جز کی آخری دفعہ میں یہ تھا کہ:

"وانکم مهما اختلفتم من شيء فانما مرده إلى الله عز وجل وإلى محمد ﷺ". [3]

"اگر کسی معاملہ میں تمہارے درمیان کوئی اختلاف ہو جائے تو اس کا آخری فیصلہ اللہ عزوجل اور محمد ﷺ کریں گے"۔

گویا شریعت کی بالادستی اور اختلافی امور میں Final Authority حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کو تسلیم کر لیا گیا۔ نیز اسلام کا نظام حکومت نہ آمریت ہے نہ تھیوکریسی، اور نہ جمہوریت ہے بلکہ خلافت ہے جو کہ ایک شورائی نظام ہے اور جس میں اقتدار اعلیٰ اللہ کے پاس ہے اور حکومت مسلمانوں کے پاس شریعت کے دائرے میں اس کی امانت ہے۔ عوام کو اقتدار اعلیٰ کے اختیار حاصل نہیں جبکہ مغربی جمہوریت میں عوام کو اقتدار اعلیٰ کے اختیار حاصل ہیں۔

اسلام میں ریاست کا بنیادی نمونہ:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ اسلام میں ریاست کا تصور پیش کرتے ہوتے لکھتے ہیں کہ:

" اسلامی ریاست کہلانے کی مستحق میرے نزدیک وہی ایک ریاست تھی جس کا مشاہدہ مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور مسعود میں کیا تھا"[4]

اس سے مراد آپ ﷺ کا دور اور خلفائے راشدین کا دور تمام بعد میں آنے والی ریاستوں کے لئے نمونہ ہے اور صحیح اسلامی فلاحی ریاست کا تصور پیش کرتا ہے۔ آج یورپ اور امریکہ سمیت پوری ترقی یافتہ دنیا میں زیادہ تر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قوانین لاگو ہیں۔

بیعت، حکمران اور رعایا کا قلبی تعلق:

اسلامی ریاست کے مبادیات میں جس پہلو کو سرفہرست گردانا جاتا ہے وہ "بیعت" ہے اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ بیعت کی بابت لکھتے ہیں:

"بیعت ایک طرح سے ایک عمرانی معاہدہ ہوتا ہے جو حاکم اور رعایا کے مابین کیا جاتا ہے۔ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ہر عمل کی پیروی کرتے تھے چاہے عمل کا تعلق مذہب یا عقیدے سے ہوتا یا اخلاقیات سے یا سماجی رویہ سے "[5]

مؤاخاۃ:

اسلامی ریاست کے مبادیات میں بیعت کے بعد جس پہلو کو نمایاں اہمیت حاصل ہے وہ "مؤاخاۃ" ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام قبول کرنے والے بھائیوں کے درمیان دو مرتبہ مؤاخاۃ کروائی۔ ایک مکہ میں ہوئی اور دوسری مدینہ میں۔ بالعموم دوسری مؤاخاۃ معروف ہے مگر پہلی مؤاخاۃ کا تذکرہ بھی کتبِ سیرت میں ملتا ہے۔ مثلا محمد بن حبیب (م ۲۴۵ھ) نے مکہ مکرمہ کی مؤاخاۃ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

" آخى بينهم على الحق والمواساة وذلك بمكة"[6]

"رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے درمیان باہمی ہمدردی و تعاون کی بنیاد پر مؤاخاۃ کرائی اور یہ مؤاخاۃ مکہ مکرمہ میں وقوع پذیر ہوئی تھی"۔

اور محمد یوسف فاروقی نے ان مؤاخاۃ کا ایک سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ غلاموں کی تمام صلاحیتوں کو اجاگر کرکے انہیں معاشرے میں قابل احترام مقام پر لایا جائے"۔ [7]

فلاح کے تصورات:

لفظِ فلاح کے دو تصور پائے جاتے ہیں۔ ایک مادی تصور اور دوسرا اسلامی تصور

فلاح کا مادی تصور:

فلاح کا تصور جسے مادی تصور کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دنیاوی مال و متاع اور معاشی، معاشرتی اور سیاسی طور پر آپ غالب ہوں اور آپ کا سکہ چلتا ہو تو آپ ترقی یافتہ اور فلاح یافتہ قوم یا گروہ یا فرد ہیں۔

فلاح کا اسلامی تصور:

فلاح کے اسلامی تصور میں ایک نہیں دونوں جہانوں کی بات کی اس لئے کوہ صفا پر آپ ﷺ نے دعوت دی تو فرمایا:

"قولوا لااله الله تفلحوا تملك العرب والعجم".

"لوگوں لا الہ الا اللہ پڑھ لو فلاح پاجاؤ گے، عرب اور عجم کے حکمران بن جاؤ گے"۔

نیز آپ في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة کی جامعیت پیدا کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اسی لیے جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں کفار کو دعوت دے رہے تھے تو آپ نے بارہا یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ آپؐ کی اس دعوت کو قبول کرلینے والے عرب و عجم کے حکمران بن سکتے ہیں۔

اسلامی فلاحی دعوت کا دائرہ کار:

اسلامی فلاحی دعوت کا دائرہ کار عمومی اور مجموعی ہے جس کے شواہد قرآن کریم میں کئی موجود ہیں۔

"مکہ مکرمہ کی بالکل ابتدائی اور بالکل آغاز کی سورتوں میں یا أیها الناس اوریا بني آدم سے خطاب ہے جس سے پوری انسانیت کا بیک وقت مخاطب ہوناواضح ہو جاتا ہے"۔[8]

فلاح افراد یا فلاح انسانیت:

اسلام میں آدم اور آدام زاد کو عزت دی گئی ہے اور یہی سب سے اہم نکتہ ہے اسلامی تعلیمات اور ریاست مدینہ اور ایک فلاحی اسلامی مملکت کا کہ ہر فرد آزاد ہے اور اپنے عقیدہ اور عمل میں آزاد ہے اور کسی معاشی، معاشرتی، سیاسی، دباؤ یا کسی لالچ کا اسے کوئی خوف نہیں۔ جس کا کوئی پرسان حال نہیں اسلامی ریاست اس کی سرپرست اور نگران ہے اور جس کا کوئی وارث نہیں اسلامی ریاست اس کی وارث ہے۔ اور اسلامی ریاست جس طرح اجتماعی مفاد کی ذمہ دار ہے وہ اسی طرح افراد کے مفادات کی رکھوالی ہے۔ انفرادی اور اجتماعی مفادات اس طرح حاصل کیے جاتے ہیں کہ افراد اور معاشرہ کسی کے ساتھ بھی زیادتی نہ ہو اور دونوں کو فلاح پہنچے۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ﴾[9]

(اور تحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت دی)

فلاحِ خاندان:

خاندان کی فلاح کو زوجین، اولاد، ماں باپ، رشتہ داروں کے حقوق و فرائض مقرر کر کے عزت اور فلاح کی ضمانت دی گئی۔ خاندان بنیادی اکائی ہے معاشرے کی اگر خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو معاشرہ انتشار کا شکار ہو گا اور ریاست کو مشکلات درپیش ہو نگی۔ افراد کے حقوق کو سلب کئے بغیر خاندان کی اکائی کو مضبوط بنایا۔ عورت کو وراثت میں حصہ دیا۔ عورت کو الگ ملکیت اور تجارت کا حق دیا اور قانون کی نظر میں مرد کے برابر درجہ دیا۔

فلاح گروہ / قبائل:

کسی بھی گروہ / قبیلہ کی فلاح و کامرانی کا انحصار باہمی اتحاد و اتفاق پر منحصر ہوتا ہے۔ تاریخ میں اس بابت بطور اتم و اکمل مثال صرف مدینہ کی اسلامی ریاست میں ملتی ہے۔

مدینہ کی ریاست کامن ویلتھ یا دولت مشترکہ:

نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں تین اقوام کے درمیان جو معاہدہ کیا اس "معاہدہ کے نتیجہ میں مدینہ میں ایک چھوٹی سی کامن ویلتھ قائم ہو گئی۔ کامن ویلتھ اس لئے کہ یہ ایک قبائلی معاشرہ تھا۔ ہر قبیلہ اپنی جگہ خود مختار تھا۔ حضور ﷺ

نے ان قبائلی یونٹوں کو ختم نہیں کیا بل کہ ان یونٹوں کے باہمی اتحاد سے ایک ایسی دولت مشترکہ وجود میں آگئی جو داخلی طور پر خود مختار یونٹوں پر مشتمل تھی۔

مدینہ منورہ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ تمام بلکہ باہم متحارب اور مختلف قبائل کی بنیاد پر ایک ریاستی نظم و نسق قائم کیا گیا اور اس کی سربراہی اتفاق رائے سے رسول اللہ ﷺ نے سنبھالی اور یوں اس طویل جنگ اور ابتلا کی روایت ختم ہو گئی جو مدینہ منورہ کے مختلف قبائل کے مابین جاری تھی۔[10]

آج دنیا کو سفید فام، سیاہ فام، یا مختلف ممالک کو نسلی، علاقائی، لسانی، قبائلی تعصبات کا سامنا ہے اور امن و امان کو جان و مال کے خطرات درپیش ہیں تو بالکل یہی حالت عربوں کی تھی، مدینہ میں آپ ﷺ نے ان مسائل کا حل احسن طریقے سے کیا۔

فلاحِ عامہ:

اسلام فلاح عامہ کا تصور اس طرح پیش کرتا ہے کہ امت مسلمہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے رہنما کی حیثیت رکھتی ہے اور دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری اس امت کی ہے۔

﴿كُنْتُمْ خَيْرَأُمَّةٍأُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[11]

(تم بہترین امت ہو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو تاکہ انہیں نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو)

ریاست مدینہ کی عملی تشکیل کا پہلا قدم:

بیعت عقبہ اولی جو بیعت النساء کہلاتی ہے[12] کیوں کہ اس میں جہاد کا ذکر نہیں تھا۔اس بیعت کو صحیح بخاری میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلاَ تَسْرِقُوا، وَلاَ تَزْنُوا، وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ، وَلاَ تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ".[13]

"آؤ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کروگے، چوری نہ کروگے، زنا نہ کروگے، اپنی اولاد کو قتل نہ کروگے، اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان سے گھڑ کر کوئی بہتان نہ لاؤگے اور کسی بھلی بات میں میری نافرمانی نہ کروگے"۔

اور بیعت عقبہ ثانیہ جسے بیعت حرب بھی کہتے ہیں اس میں جہاد کی اجازت بھی تھی۔بقول ابن ہشام:

"آپ ﷺ نے عقبہ کی بیعت ثانیہ میں کفار سے لڑنے اور اپنی حفاظت کے متعلق بیعت لی اور اس کے پورا کرنے کا بدلہ اس کے واسطے جنت فرمایا"[14]

یہ دونوں دراصل ریاست مدینہ کی تشکیل کے پہلے عملی اقدامات تھے۔ اور دفاع کا انتظام کیا جارہا تھا۔

داخلی نظام کا استحکام:

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے ہی مدینہ منورہ کا داخلی نظم ونسق طے فرمادیا تھا۔ جو مہاجرین تھے وہ مختلف انصاری خاندانوں کے ساتھ ان کے خاندانوں کے فرد قرار پائے۔ انصاری خاندانوں میں بارہ نقیب پہلے ہی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ سعد بن عبادہ خزرج قبیلے کے نقیب النقباء کہلائے۔[15]

آج بھی ایسے ہی صورتحال کو اس طرح کنٹرول کیا جاسکتا ہے جو پاکستان اور کچھ دوسرے اسلامی ممالک کو درپیش ہیں۔

مواخاۃ مدینہ:

مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے آپ نے تین کام کئے۔ مسجد نبوی تعمیر فرمائی۔ اس سے پہلے قبا میں مسجد قبا کی تعمیر ہوئی تھی۔ اس کے بعد آپ نے مواخاۃ کا عمل مکمل فرمایا۔ جتنے مہاجرین مکہ مکرمہ سے آئے تھے ان کو مدینہ کے خاندانوں کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ ان میں بھائی چارہ قائم کر دیا۔ مؤاخاۃ مدینہ کے اہداف درج ذیل ہیں

ا۔ مہاجرین کی معاشی مدد ہو سکے اور کسی قسم کا معاشی بحران پیدا نہ ہوا۔

۲۔ انصار و مہاجرین کے مابین تہذیبی اختلاف جلد از جلد ختم کیا جائے۔

۳۔ موالی (آزاد شدہ غلام) کی ذہنی وفکری تعلیم وتربیت کرکے انہیں آزاد لوگوں کے ہم پلہ کیا جائے۔

۴۔ تعلیم کے میدان میں انصار و مہاجرین کے فرق کو ختم کر دیا جائے اس لئے ہر گھر غیر رسمی تعلیمی ادارے کی شکل اختیار کر گیا۔

۵۔ علم وہنر کے میدان میں علم و تجربات کا تبادلہ ہوا جس سے انصار و مہاجرین کو فائدہ ہوا۔

۶۔ انصار و مہاجرین کے اس تعلق سے ایک نئی تہذیب اور نیا تمدن وجود میں آیا جس کی بنیاد اسلامی عقائد، اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ تھے۔[16]

عصر حاضر میں اسلامی مملکتیں کچھ ایسے ہی مسائل کا شکار ہیں مؤاخات مدینہ کے عمل کو دہرانے کی ضرورت ہے۔ اسوہ حسنہ بلاشبہ قیامت تک کے لئے نمونہ ہے اور اس پر عمل کرنے سے معاشی، معاشرتی، تعلیمی اور ثقافتی مسائل کو بخوبی حل کیا جاسکتا ہے۔

میثاق مدینہ پہلا تحریر دستور-بین الاقوامی قوانین کی بنیاد:

تیسرا کام حضور ﷺ نے یہ کیا کہ ایک چارٹر مرتب فرمایا جس کو بعض مورخین نے میثاق مدینہ کا نام دیا ہے۔ بعض نے اس کو معاہدہ کہا ہے۔ اس کے قدیم ترین راویان مثلاً امام ابوداؤد، امام احمد بن حنبل اور سیرت نگاروں میں ابن ہشام اور ابن سعد اور مورخین میں کئی افراد نے اس کے لئے کتاب کی اصطلاح استعمال کی ہے۔[17]

قانونی مساوات:

اسلامی ریاست میں قانون سے کوئی بالاتر نہیں ہوتا حتی کہ آپ ﷺ بھی نہیں۔ آپ ﷺ نہ صرف ریاست مدینہ کے حکمران تھے بلکہ رسول خدا بھی تھے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

> "رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے آپ کو قانون سے بالا تصور نہیں فرمایا اور کم از کم درجن بھر ایسے واقعات ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی ذات کے خلاف بھی شکایات سنیں اور شکایت کنندہ کو مطمئن کیا چاہے وہ مسلم تھا یا غیر مسلم"۔[18]

آپ ﷺ کے دور حکومت میں بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں کہ قانون میں کسی کو بھی استثنا حاصل نہیں ہوتا تھا۔ ایک اسلامی فلاحی مملکت کے امن وامان کے لئے قانونی مساوات بہت اہمیت کی حامل چیز ہے۔

عمومی مساوات:

اس میں تمام شہریوں کو مساوات کی یقین دہانی کرائی گئی اس سے پہلے عرب کے ماحول میں مساوات نہ تھی۔ یہودی جب اس چارٹر میں غزوہ بدر کے بعد شامل ہوگئے تو ان کے لئے بعد میں ۲۴ مزید دفعات کا اضافہ کیا گیا۔[19]

یہودیوں کا اپنا دین ہوگا اور مسلمانوں کا اپنا دین ہوگا، دونوں جنگ کے دوران اپنے اخراجات برداشت کریں گے۔

یہ ایک کثیر القبائل یعنی multi-tribal اور کثیر المذاہبی یعنی multi –religious اور کثیر الثقافتی یعنی multi –cultural حکومت تھی جس میں بالادستی شریعت کو حاصل تھی۔ آخری قانون اللہ اور اس کے پیغمبر کا فرمان تھا۔ حضور ﷺ کو اس میں بطور حاکم اعلیٰ تسلیم کیا گیا۔ تمام فریقوں کو داخلی خود مختاری بھی دی گئی اور سابقہ روایات کی اچھی چیزوں کو اس میں جگہ دی گئی۔

اقلیتیں اور مساوات:

جو یہودی ہمارے اس معاہدہ میں پیروی کریں گے ان کو بھی اسی طرح سے مدد کی جائے گی اور ان کو وہی مساوات فراہم کی جائیں گی جو قریش اور انصار کو دی نہ ان پر ظلم کیا جائے گا، نہ ان کے خلاف کسی کی مدد کی جائے گی۔[20]

مردم شماری:

مدینہ پہنچنے کے بعد حضور ﷺ نے اولین فرصت میں جو کام کئے ان میں ایک مردم شماری کا کام تھا۔ مردم شماری میں تمام بالغ مسلم خواتین اور حضرات کے نام لکھے گئے۔ پھر جب کوئی غزوہ یا دستہ بھیجا جاتا تھا تو شرکاء کے نام باقاعدہ لکھے جاتے تھے اور فہرست بنتی تھی۔ اس کا ریکارڈ بنتا تھا۔ ایک نقل مرکز میں ہوتی تھی۔[21] اس دستاویز کی ایک نقل دستہ کے کمانڈر کے پاس ہوتی تھی۔

تعلیم اور مروجہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا حصول

صفہ کی درس گاہ:

آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں ایک چبوترا بنوایا جس کو صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جہاں صحابہ کرام تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس دور کی تمام تعلیمی اور تکنیکی ضروریات کو بھی پورا کرنے کا انتظام فرمایا:

> "چنانچہ عرب میں یمن کی طرح جو علاقے زیادہ متمدن اور بڑے تھے وہاں دو بڑے ہتھیار بھی استعمال ہوتے تھے۔ ایک منجنیق اور دوسرا دبابہ تھا۔ یہ چیز عرب کے شہروں یعنی مکہ، طائف، مدینہ وغیرہ میں نہیں تھی۔ یمن میں ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دو صحابہ کرام کو یمن سے منجنیق چلانے کا طریقہ سیکھنے اور ایک منجنیق خرید کر لانے کے لئے بھیجا۔ وہ اس کو بنانے اور چلانے کی تربیت بھی حاصل کر کے واپس آئے۔"[22]

دور جاہلیت کی اچھی چیزوں کا اپنانا:

اسلام کا ایک مزاج جو مدینہ منورہ کے دور میں بہت نمایاں ہوا۔ وہ دوسری اقوام اور دوسرے تمدنوں اور تہذیبوں کی مثبت اور تعمیری چیزوں کو اپنا لینے اور اپنے نظام میں سمو لینے کا ہے۔ مسند امام احمد کی روایت میں حضورؐ نے فرمایا کہ:

((یعمل فی الاسلام بفضائل الجاهلية))[23]

(اسلام میں جاہلیت کے زمانہ کی تمام فضیلتوں اور اچھی باتوں پر عمل کیا جائے گا)۔

اس لئے کسی بھی قوم، علاقہ یا کسی بھی زمانہ میں جو بھی اچھی چیز مروج ہے تو اس کو اسلامی نظام میں اختیار کر کے قبول کیا جائے گا اور کسی اچھی بات کو اس بنیاد پر مسترد نہیں کیا جائے گا کہ وہ کسی غیر اسلامی پس منظر سے آئی ہے۔

شعبہ انٹیلی جنس:

اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ نے سراغ رسانی کا شعبہ بھی قائم فرمایا۔ اس کی دو شکلیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ بعض افراد مستقل طور پر بعض قبائل میں اس کام پر مامور تھے۔ اس کے علاوہ بعض خاص مواقع پر خاص لوگ بھیجے

جاتے تھے کہ وہ جا کر پتہ چلائیں کہ دشمن کیا کر رہا ہے اور کیا سوچ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ counter intelligence یعنی جوابی سراغ رسانی کا بھی ایک شعبہ تھا جو دشمن کی انٹیلی جنٹس کو غیر مؤثر بنانے اور اان کو غلط معلومات فراہم کر کے گمراہ کرنے کے کام کرتے تھے۔[24]

سرکاری احتساب کا شعبہ:

بعض اوقات رسول اللہ ﷺ ازخود کاروائی کیا کرتے تھے اور خود ہدایت دیتے تھے کہ فلاں معاملہ کا فیصلہ اس طرح کرو۔

حضرت عمر فاروق نے اس کو دیوان مظالم کے نام سے ترقی دی۔ دیوان مظالم دراصل ایک اعلیٰ سرکاری عدالت تھی جو اعلیٰ سرکاری حکام اور بااثر لوگوں کی زیادتیوں اور مظالم کے خلاف شہریوں کی شکایات سنا کرتی تھی۔ حضور کے زمانے میں اس کا بندبست بعض علاقوں میں کیا گیا تھا۔ حضرت عمر فاروق نے اس کو باقاعدہ شکل دی۔اس کے بعد دنیائے اسلام کے بیشتر مسلم ممالک میں یہ ادارہ قائم رہا۔

غیر مسلموں کے تقرر کے شعبہ جات:

حضور ﷺ کی سنت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایسی ذمہ داریاں جو ریاست کے strategic interests سے متعلق ہیں، یا شریعت کی فہم اور تعبیر سے متعلق ہیں وہاں غیر مسلم کو مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن جو فنی مہارت کے معاملات ہیں وہاں غیر مسلموں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے دو اہم ترین مواقع پر غیر مسلموں سے کام لیا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق کی معیت میں حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے اور عرب قبیلہ سو اونٹوں کے لالچ میں آپ ﷺ کی جان کے درپے تھا تو حضور کو راستہ بتانے کے لئے جو آدمی رکھا گیا وہ عبداللہ بن اریقط ایک غیر مسلم تھا۔ اس غیر مسلم پر حضور نے اعتماد کیا اور نہایت قابل اعتماد آدمی ثابت ہوا۔ اگر وہ سو اونٹوں کی لالچ میں آکر حضرت کو گرفتار کرانا چاہتا تو اس کے لیے کوئی مشکل نہیں تھا۔ لیکن حضور کا انتخاب دیکھیے کہ آپ ﷺ نے جس آدمی کو چنا اس نے ایک دوسرے راستے سے حضور کو مدینہ منوہ پہنچا دیا۔[25]

صوبائی نظم ونسق کے اصول:

حضور نے دو چیزوں کی یقین دہانی بھی کرائی۔

۱۔ جو شخص تمہارے قبیلے سے نہیں ہے اس کو تم پر امیر مقرر نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ تمہارے جو اپنے وسائل جنگلات اور پانی وغیرہ کی صورت میں ہیں وہ تمہارے ہی کنٹرول میں رہیں گے اور کوئی ان کو تمہاری رضامند کے بغیر استعمال نہیں کر سکے گا۔

پاکستان میں یہ مسئلہ بہت درپیش رہتا ہے۔ اگر پہلے دن سے یہ دو باتیں طے ہوتیں کہ تمہارے صوبے پر تمہارے ہی آدمی کو مقرر کیا جائے گا۔ تمہارے وسائل تمہارے کنٹرول میں رہیں گے اور تمہاری ہی اجازت سے استعمال ہوں گے تو شاید پاکستان نہ ٹوٹتا۔

دفاعی معاہدے:

ریاستِ مدینہ میں سب سے پہلے جنوب میں ان قبائل سے رابطے ہوئے جو مکہ مکرمہ کے راستہ میں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دوستانہ معاہدات سے مدینہ کے دفاع کو منظم کرنے اور مسلمانوں کو امن و سکون فراہم کرنے میں بڑی مدد ملی۔[26] اس کے فوراً بعد رسول اللہ ﷺ نے دوسرے انتظامات پر توجہ دی اور اس ننھی سی ریاست میں مختلف شعبے قائم فرمائے۔ سب سے پہلا اور ابتدائی کام جو رسول اللہ ﷺ کو سربراہِ ریاست کے طور پر کرنے کی ضرورت پیش آئی وہ شعبہ خارجہ کی تنظیم تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ تشریف آوری کے بعد سب سے اہم کام یہی تھا کہ ان مٹھی بھر مسلمانوں کو دشمنوں سے کیسے محفوظ و مامون بنایا جائے۔

معاہدوں کے مقاصد:

ا۔ سب سے بنیادی ہدف یہ تھا کہ دعوت اسلامی کو فروغ دیا جائے اور اس راہ میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور کیا جائے۔

۲۔ ان معاہدات کا دوسرا بڑا مقصد یہ تھا کہ عرب کے معاشرہ میں امن و امان قائم ہو

۳۔ آخری مقصد یہ تھا کہ اسلامی ریاست اور امت مسلمہ کا ایک رعب اور دبدبہ عرب میں قائم ہو کہ کوئی دوسری قوت ان کی طرف میلی نظروں سے نہ دیکھ سکے۔

خارجہ پالیسی:

تالیف قلب ریاست کے شعبہ خارجی کی پالیسی کا ایک اہم حصہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ مکتوب الیہ کے لئے کوئی ہدیہ بھی دیتے تھے۔ باہر سے کوئی سفیر آیا کرتا تو اس کو بھی ہدیہ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت سے فرمایا: کہ مجھے یہودیوں پر بھروسہ نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ غلط ترجمہ کر کے بتادیں۔ اس لئے تم جا کر سریانی سیکھ لو۔ وہ یہودیوں کے ایک مدراس میں گئے جو مدرسہ کو کہتے ہیں۔ "فأمر زيدا فتعلمها في أقل من عشرين يوما" انہوں نے بیس دنوں سے کم میں سریانی زبان سیکھ لی اور واپس آ گئے۔[27]

بین الاقوامی قانون:

بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے ایک بڑا اہم میدان بین الاقوامی قانون ہے۔اسلام کے بین الاقوامی قانون کا ماخذ تو سیرت نبوی ہی ہے۔

پچھلے تیس چالیس سال میں بین الاقوامی قانون میں ایک نئی شاخ،ایک نئی جہت یا پہلو سامنے آیا ہے جس کو International Humanitarian Law کہتے ہیں۔ بین الاقوامی قانون تو ریاستوں کے درمیان تعلقات سے بحث کرتا ہے۔انٹرنیشنل ہیومینیٹیرین لا یعنی آئی ایچ ایل کا مقصد یہ ہے کہ جنگ سے متاثر ہونے والے زخمی،شہری ،پناہ گزین،قیدی اوراس طرح کے غیر محارب لوگوں کے حقوق کاتحفظ کیا جائے اوران کو جنگ کے اثرات بد سے محفوظ رکھا جائے۔اس پر ایک نیا قانون سامنے آیا ہے۔

تاریخ میں پہلی مرتبہ بین الاقوامی قانون کی ایسی ہدایات،جن میں آئی ایچ ایل کے بنیادی احکام دیئے گئے ہوں وہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے دی گئیں۔ حضور ﷺ نے جب بھی صحابہ کرام پر مشتمل دستہ بھیجا۔یا خود قیادت فرماتے ہوئے تشریف لے جاتے تو تین چار چیزوں کی ہدایت اور تاکید بہت اہتمام سے فرماتے تھے۔یہ وہ چیزیں تھیں جو آج آئی ایچ ایل کے چار بڑے معاہدات میں مرتب کی گئی ہیں، آئی ایچ ایل کے کنونشن نمبر ایک، دو اور تین،ان معاہدات کو آپ انہی نبوی ہدایات کی تشریح کہہ سکتے ہیں۔[28]

عالمگیر چارٹر اور منشور انسانیت:

۱۔سود بیع کو حلال اور سود کو ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیا گیا
۲۔حرمت خون خون ناحق کو حرام قرار دیا گیا
۳۔مہینوں کا تقدس
۴۔عورتوں کے حقوق
۵۔اسلامی برادری
۶۔خاتمیت
۷۔شہادت
۸۔تکمیل دین [29]

انسانی حقوق یا اقلیتوں کے حقوق:

ریاست مدینہ نے تمام انسانوں کو بنیادی انسانی حقوق سے جس طرح نوازا اس کی مثال آج تک نہیں ملتی۔افسوس آج نام نہاد مہذب دنیا یعنی یورپ اور امریکی جیسے خطوں میں سفید فام اور سیاہ فام کا فرق موجود ہے اور اسلام نے اسے جہالت سے تعبیر کیا ہے۔میثاق مدینہ میں درج ذیل دو دفعات سے ہی اشارہ ملتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو بھی وہی حقوق حاصل تھے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ان دفعات کو یوں بیان کیا ہے۔

ا۔ یہ حکم نامہ ہے نبی اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کا قریش اور اہل یثرب میں سے ایمان اور اسلام لانے والوں اور ان لوگوں کے مابین جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔

۲۔ تمام (دنیا کے) لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت (امت) ہو گی۔

یہود جنگ بدر کے بعد اس معاہدے میں شامل ہوئے تو درج ذیل دفعات شامل کی گئیں۔

ا۔ اور یہودی اس وقت تک مؤمنین کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل کر جنگ کرتے رہیں

۲۔ اور بنی عوف کے یہودی، مؤمنین کے ساتھ، ایک سیاسی وحدت تسلیم کیے جاتے ہیں یہودیوں کو ان کا دین اور مسلمانوں کو ان کا دین۔ موالی ہوں کہ اصل۔ ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوا کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا۔[30]

ان دفعات میں مسلمانوں کو ایک الگ امت قرار دیا گیا ہے اور اس امت کی ہی ریاست مدینہ تھی اور یہودیوں اور دوسرے غیر مسلموں کو درج ذیل حقوق میسر تھے۔

ا۔ جان کا تحفظ ۲۔ دین کا تحفظ ۳۔ مال کا تحفظ ۴۔ عزت کا تحفظ ۵۔ نسل کا تحفظ

عدل وانصاف کی فراہمی:

اور تمام بنیادی حقوق جو ایک مسلم کو حاصل تھے وہ ایک پر امن غیر مسلم کو بھی حاصل تھے۔ اور یہی اسلامی فلاحی مملکت کی خوبی ہے جو آج بھی دنیا میں مسلم ریاستوں میں ریاست مدینہ کا عکس پیش کرتی ہے۔

کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کے حقوق کا تحفظ:

ریاست مدینہ کی بنیاد قرآن اور اسوہ رسول ﷺ پر تھی اور درج ذیل حقوق قرآن اور سنت رسول ﷺ سے کمزوروں ور بے سہارا لوگوں کے لئے مقرر کئے گئے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَفِي أَمْوالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ [31]

(ان کے مالوں میں حق تھا مد دمانگنے والے کے لئے اور رزق سے محروم رہ جانے والے کے لئے)

ارشادِ رسول ہے:

((أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ))[32]

(اللہ نے مسلمانوں پر ایک صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے حاجت مندوں پر لوٹا دیا جائے گا)۔

لاوارث کی سرپرستی:

ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ اور دارمی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ السُّلْطَانَ وَلِيُّ من لَا وَلِيَّ لَه))[33]

(حکومت اس کی سرپرست ہے جس کا کوئی سرپرست نہ ہو)۔

اور دوسری روایات میں ہے کہ قرض دار کا قرض حکومت ادا کرے گی اگر اس نے کوئی ترکہ نہ چھوڑا اور ایک روایت میں ہے جس کا کوئی وارث نہیں اس کا میں وارث ہوں اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا اور اس کی میراث لوں گا۔ بخاری مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو ذمہ داریوں کا بوجھ چھوڑ جائے وہ ہمارے (یعنی حکومت کے ذمے) ہے۔[34]

بادشاہوں کو دعوت اسلام:

آپ ﷺ نے ریاست کی اصل ذمہ داری کی طرف توجہ دی کہ اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا کر تمام لوگوں پر حجت تمام کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے آپ ﷺ نے مختلف سربراہاں مملکت کو خطوط لکھے جن میں چند کا ذکر درج ذیل ہے۔ مولانا ادریس کاندھلوی نے سیرۃ المصطفیٰ ﷺ میں درج ذیل نامہ ہائے مبارک کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ قیصر روم، ۲۔ خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران، ۳۔ نجاشی شاہ حبشہ، ۴۔ مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ، ۵، منذر بن ساویٰ شاہ بحرین، ۶، شاہ عمان ۷۔ رئیس یمامہ ہوذۃ بن علی، ۸۔ امیر دمشق حارث غسانی۔

اس کے بعد مولانا تحریر کرتے ہیں:

"یہ اس مر کی صریح دلیل ہیں کہ حضور پرنور کی نبوت و رسالت فقط عرب کے امیین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کی رسالت عرب اور عجم جن و انس یہود اور نصاریٰ اور مشرکین اور مجوس سب کے لئے ہے"۔ [35]

خلاصہ و نتائج تحقیق:

کتبِ سیرت و تاریخ میں ریاست مدینہ کو اسلامی فلاحی ریاست سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مدینہ کی اسلامی فلاحی ریاست سے مراد ایک ایسی ماڈل مملکت ہے جو کہ مدینہ منورہ میں قائم ہوئی۔ وہ صحیح معنوں میں ایک اسلامی نظریاتی ریاست

تھی۔ قرآن مجید نے نبی کریم ﷺ کے توسط سے مدینہ کی اسلامی ریاست کو ایک ایسی فلاحی ریاست بنانے کا حکم دیا کہ جس میں ایک ایسا مثالی معاشرہ تشکیل پائے کہ جہاں بسنے والے تمام مسلمان دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ ہم آہنگی کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ قرآن حکیم چوں کہ فلاحی ریاست کی بنیاد میں عدلِ اجتماعی اور وحدت کو اسلام کی روح قرار دیتا ہے اس لیے مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ جب تم کسی معاشرے میں غالب آجاؤ تو سب سے پہلے مستحکم فلاحی ریاست کی بنیاد رکھو۔ نیز اس معاشرے میں عدلِ اجتماعی کے قیام میں ذرا بھر بھی غفلت کا مظاہرہ نہ کرو اور بغیر کسی مذہبی، لسانی اور قومی تعصب کے اور بغیر کسی انتہاء پسندی اور عداوت کے، ہر قوم اور مذہب کے ساتھ عدل و انصاف، صبر اور برداشت اور معاملات میں مساوات اور وحدت کا مظاہرہ کرو۔ گویا قرآن حکیم جس طرح فلاحی ریاست کے قیام کے لیے انسانوں میں عملی مساوات، وحدت اور ہم آہنگی قائم کرنا چاہتا ہے، وہیں وہ سماجی زندگی میں ہر طرح کے طبقاتی نظام اور امتیازی صورتحال کو بھی ناپسند فرماتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جو مثالی فلاحی ریاست کا تصور دیا وہ نہ صرف قابل تعریف ہے، بلکہ دنیا کے تمام ممالک کے لیے قابل تقلید بھی ہے۔

(الھوامش References)

[1] ۔ محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات سیرت ﷺ، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص :320

Mahmood Ahmad Ghazi, Dr, Muhaziraat-e-Seerat, Al-Faisal Publishers, Lahore, 2009, P:320

[2] ۔ ایضاً، ص :360

Ibid, P: 360

[3] ۔ کرمی، احمد عجاج، الإدارة في عصر الرسول ﷺ، دار السلام، قاھرہ، 1427، 1/ 249

Karmi, Ahmad Ujaj, Al Idarat Fi Asar Al Rasool, Cairo, Dar Al Salam, 1427, 1/249

[4] ۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، بکن بکس، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص:66

Muhammad Hamid Ullah, Dr, Rasool [SAW] ki Hukmarani wa Janashini, Becon Books, Lahore, 2005, P: 66

[5] ۔ رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، ص:15

Rasool [SAW] ki Hukmarani wa Janashini, P: 15

[6] ۔ ابن حبیب، محمد، المحبر، المكتب التجاری، بیروت، س۔ن۔ ص:70

Ibn e Habib, MUhammad, Al Muhbar, Al Maktab Al Tujari, Beirut, P: 70

[7] ۔ محمد یوسف فاروقی، عہد رسالت میں معاشرہ اور مملکت کی تشکیل، اظہار القرآن، لاہور، س۔ن، ص :60

Muhammad Yousaf Farooqi, Ahd e Risalat me Muashira aur Mamliqat ki Tashkeel, Izhar Al Quran, Lahore, P: 60

[8] ۔ محاضرات سیرت ﷺ، ص325

Muhaziraat-e-Seerat, P: 325

[9]۔ بنی اسرائیل:70

Sūraẗ Bani Israel: 70

[10]۔ محاضرات سیرت ﷺ، ص:335

Muhaziraat-e-Seerat, P: 335

[11]۔ آل عمران:110

Sūraẗ Ạaỉ-e-Imran: 110

[12]۔ صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، المکتبہ السلفیہ، لاہور، 1995ء، ص:206

Safi Ur Rahman Mubarakpuri, Al Raheeq Al Makhtum, Al Maktaba Al Salafia, Lahore, 1995, P: 206

[13]۔ البخاری، ابو الامام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار الشعب، قاہرہ، 1987، کتاب بدء الوحی، ج ا، ص 11، حدیث:18

Al-Buẖārī, Abū, Al-Imām Abī Abdullāh Muhammad Bin Ismāīl, Sahīh Al-Bukhārī, Dār Al Shaib, Cairo, 1987, Kitāb Bad Al Wahy, Vol.1, P:11, H#18

[14]۔ ابن ہشام، عبد الملک، سیرت النبی ﷺ، [مترجم: سید یسین علی حسنی]، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1994ء، 1/300

Ibn e Hisham, Seerat Un Nabi, [Translator: Syed Yasin Ali Hasni], Idara Islamiat, Lahore, 1994, 1/300

[15]۔ محاضرات سیرت ﷺ، ص:336

Muhaziraat-e-Seerat, P: 336

[16]۔ عہد رسالت میں معاشرہ اور مملکت کی تشکیل، ص:72-67

Ahd e Risalat me Muashira aur Mamliqat ki Tashkeel, P: 67-72

[17]۔ محاضرات سیرت ﷺ، ص:337

Muhaziraat-e-Seerat, P: 337

[18]۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، مسلم کنڈکٹ آف سٹیٹ، ص257؛ رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، ص:20

Muhammad Hamid Ullah, Dr, Muslim Conduct of State, P: 257; Rasool [SAW] ki Hukmarani wa Janashini, P: 20

[19]۔ محاضرات سیرت ﷺ، ص:343

Muhaziraat-e-Seerat, P: 343

[20]۔ ایضا، ص:341

Ibid, P: 341

[21]۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر پیغمبرِ اسلام، [مترجم: پروفیسر خالد پرویز]، بیکن بکس، ملتان، 2005، ص:222

Muhammad Hamid Ullah, Dr, Peghambar e Islam, [Translator: Prof. Khalid Pervaiz], Becon Books, Multan, 2005, P: 222

[22]۔ محاضراتِ سیرت، ص:352

Muhaziraat-e-Seerat, P: 352

[23]۔ الشیبانی احمد بن حنبل، مسند احمد، موسسۃ الرسالہ، بیروت، 2001، باب حدیث السائب بن عبد اللہ، ج 39، ص 421، حدیث: 15505

Al Shaibani, Ahmad bin Hanbal, Musnad e Ahmad, Muassi tur Risalah, Beirut, 2001, Chap: Al Saib bin Abdillah, Vol:39, P: 421, Hadith # 15505

[24]۔ محاضراتِ سیرت، ص:354

Muhaziraat-e-Seerat, P: 354

[25]۔ اصبہانی، اسماعیل بن محمد، دار طیبہ، ریاض، 1409، 1/60

Asbahani, Ismail bin Muhammad, Dar e Tayyibah, Riyadh, 1409, 1/60

[26]۔ زوبیہ کوثر، پرامن بقائے باہمی کے فروغ میں معاہداتِ نبوی کا کردار، ابحاث، جلد، 2، شمارہ، 7، جولائی-ستمبر 2017، ص:08

Zubia Kausar, Pur Aman Baqai Bahami ky Faroogh me Muahidat e Nabawi ka Kirdar, Abhath, Vol:2, Issue: 7, July-September, 2017, P: 08

[27]۔ أبو أسماء محمد بن طه، الأغصان الندیة، دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزیع، القاھرہ، 1433، 1/269

Abu Asama, Muhammad bin Taha, Al Ighsan Al Nadyah, Cairo, Dar Ibn e Hazm, 1433, 1/269

[28]۔ محاضراتِ سیرت، ص:351

Muhaziraat-e-Seerat, P: 351

[29]۔ عبد الغفور راشد، ڈاکٹر، سیرت رسول ﷺ قرآن کے آئینے میں، نشریات انٹرنیشنل، لاہور، 2008ء، ص346-348

Abdul Ghafoor Rashid, Dr, Seerat e Rasool [SAW] Quran ky Ainay me, Nashriyat International, Lahore, P: 346-348

[30]۔ رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، ص :63-60

Rasool [SAW] ki Hukmarani wa Janashini, P: 60-63

[31]۔ الذاریات:19

Sūraẗ Ạl̈-Dhariyat: 19

[32]۔ البخاری، ابو الامام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار الشعب، قاہرہ، 1987، کتاب بدء الوحی، ج ۲، ص۱۵۸، حدیث: 1496

Al-Buẖārī, Abū, Al-Imām Abī Abdullāh Muhammad Bin Ismāīl, Sahīh Al-Bukhārī, Dār Al Shaib, Cairo, 1987, Kitāb Bad Al Wahy, Vol.2, P:158, H# 1496

[33]۔ الشیبانی احمد بن حنبل، مسند احمد، موسسۃ الرسالہ، بیروت، 2001، باب حدیث عوف بن مالک، ج 42، ص 199، حدیث: 25326

Al Shaibani, Ahmad bin Hanbal, Musnad e Ahmad, Muassi tur Risalah, Beirut, 2001, Chap: Auf bin Malik, Vol:42, P:199, Hadith # 25326

[34]۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، اسلامی ریاست، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1993ء، ص:393

Moududi, Abu Al Ala, Islami Riyasat, Islamic Publications, Lahore, 1993, P: 393

[35]۔ محمد ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفی ﷺ، الطاف اینڈ سنز، کراچی، س۔ن، 412/2

Muhammad Idris Kandhalawi, Seerat e Mustafa, Altaf & Sons, Karachi, 2/ 412